يكون البادی قريباً له او اجنبياً وسواء كان فی زمن الغلاء اولا وسواء كان يحتاج اليه اهل البلاد ام لا وسواء باعه له على التدريج ام دفعة واحدة (نيل الاوطار ص۱۴۷)

پھر اسی سلسلے کی تخصیصات کا رد کرتے ہوئے امام ابن دقیق العید کا قول نقل کرکے تفصیل سے جواب دیا ہے۔

ولكنه لا يطمئن الخاطر الى التخصيص به مطلقا فالبقاء على ظواهر النصوص هو الاولى فيكون بيع الحاضر للبادی محرما على العموم وسواء كان باجرة ام لا وروی عن البخاری انه حمل النهی على البيع باجرة لا بغير اجرة فانه من باب النصيحة ...... ويجاب عن تمسكهم باحاديث النصيحة بانها عامة مخصصة احاديث الباب ...... وعن القياس بانه فاسد الاعتبار لمصادمته النص على ان احاديث الباب اخص من الادلة القاضية بجواز التوكيل مطلقا فيبنى العام على الخاص (واعلم) انه كما لا يجوز ان يبيع الحاضر للبادی كذلك لا يجوز ان يشتری له (نيل الاوطار ص۱۴۷)

هذا ما عندی والله اعلم وعلمه اتم

۲۔ بھینس کی بھینس یا اس کی قیمت: مولانا حکیم محمد علی سلفی خطیب جامع مسجد اہلحدیث مہمو نوالی، پوچھتے ہیں کہ:

مختلف لوگوں کی کچھ بھینسیں چرتے ہوئے باہم لڑ پڑیں، مالک چرواہا یہ تماشا دیکھتا رہا۔ آخر ان میں سے ایک بھینس مر گئی ہے۔ جس کی بھینس مری ہے، وہ دوسرے سے تاوان مانگتا ہے، کیا یہ جائز ہے۔ (مختصراً)

الجواب: مختلف اقوال ملتے ہیں، لیکن راقم الحروف کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ: اگر مالک چرواہے کی عدم موجودگی یا بے بسی کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے تو معاف ہے۔ مالک اس کا ضامن نہیں ہے، کیونکہ یہ جانور کا فعل ہے مالک کا نہیں ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال:

اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ (بخاری باب المعدن جبار والبئر جبار) وفی رواية اَلْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ (بخاری باب العجماء جبار)

یعنی حضور کا ارشاد ہے کہ: بے زبان جانور کا کوئی تاوان نہیں، کان میں کوئی مر جائے تو معاف ہے اور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو تاوان نہیں۔ (البخاری)